اسلامی ریاست مدینہ کی خارجہ حکمت عملی میں رسول اکرم ﷺ کے سفارتی روابط کا کردار

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن
فاضل، جامعہ العلوم الاسلامیہ
بنوری ٹاؤن، کراچی،
اسکوارڈن لیڈر، پاکستان فضائیہ

سفارت کی اہمیت

مملکتوں کے مابین باہمی تعلقات اور مصالحانہ روابط کے قیام کے لئے سفارت کاری کا نظام قدیم زمانے سے بے ربط سر گرمیوں کی صورت میں نظر آتا ہے، جنگی معاملات ہوں یا تجارتی اُمور، اس ادارے کی ضرورت کو کبھی نظر انداز نہیں کیا گیا لیکن اس ریاستی تصور کے باوجود سفراء کو کسی وقعت کی نگاہ سے دیکھا گیا اور نہ ہی اُنھیں کوئی قانونی تحفظ دیا گیا بلکہ سفیر کو ہمیشہ ریاستی جاسوس اور دیانتدار کاذب ہی سے تعبیر کیا جاتا رہا جن کا مقصد صرف حالت جنگ یا اس کے بعد کے حل طلب مسائل میں اپنی قوم کی نمائندگی ہوتی تھی اقوام عالم کے ذہنوں میں اس شعبہ کا تصور ہمیشہ جداگانہ رہا ہے کیونکہ انسانی عقل و دانش ایسا تصور پیش کرنے سے قاصر رہی ہے جس کو عالمی سطح پر دائمی پذیرائی ملے۔

سفارت بعثت نبوی ﷺ کے بعد

بعثت نبوی ﷺ کے بعد جب عالمی اُفق پر دین اسلام کا سورج اپنے عالمی پروگرام کے ساتھ طلوع ہوا تو آپ ﷺ نے ایسے اُصول اور قواعد وضع فرمائے جن کا خمیر وحی الٰہی کی روشنی میں تیار ہوتا رہا۔ نتیجتاً آپ ﷺ کے مدنی دور میں ایک ایسا نظام تشکیل پایا جس نے ایک طرف اپنی آفاقیت اور عالمگیریت کا سکہ منوایا اور دوسری طرف اپنے دامن میں پورے عالم کو سمو لیا۔ اُنھی سفارتی روابط کی بدولت قلیل عرصے میں اسلام کی کرنیں جزیرۃ العرب سے نکل کر عالمی اُفق پر پھیلنے لگیں۔ بین الاقوامی سطح پر آپ ﷺ کے سفارتی روابط خارجہ تعلقات کے باب میں ایک نیا اضافہ ثابت ہوئے۔ اس سے قبل کی دنیا اِس نئے نظام سے آشنا تھی اور نہ ہی تاحال اس سے خوشہ چینی کے بغیر دور حاضر کا کوئی قانون ترتیب پا سکتا ہے یا مکمل ہو سکتا ہے۔ آنے والی سطور میں آپ ﷺ کے ان سفارتی روابط کا ایک تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں سفارتی روابط کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ

عہد نبوی ﷺ میں سفارتی ادارے کا قیام اس قدر منظم نہ تھا کہ اس کے لیے الگ دفاتر یا ہر ملک کا مستقل سفارت خانہ اور قونصلیٹ ہو۔ البتہ ریاستی سطح پر یہ ایک نمایاں مقام کا حامل ادارہ ضرور رہا۔ لٰہذا ایسے افراد ابتداءً تیار کیے گیے جو ذہین، سمجھدار اور نفسیاتی طور پر اپنی بات مؤثر انداز میں دوسروں کے سامنے پیش کر سکیں۔ ویسے تو سفارتی نظام کے تانے بانے قدیم زمانہ سے لوگوں اور ملکوں کے درمیان متعارف تھے لیکن نہ تو باقاعدہ طور پر اس کے لئے کوئی قواعد منضبط تھے اور نہ ہی کوئی قانون مدوّن تھا۔ اس لئے اقوام عالم کی تاریخ میں سفراء اور رُسل کے شواہد محدود مقاصد کے لئے ملتے ہیں۔ جب کہ اسلامی ریاست کے قیام کے بعد آپ ﷺ کی سفارتی سرگرمیوں نے ایک طرف مختلف ممالک کے ساتھ روابط کا آغاز کیا تو دوسری طرف انہی روابط کی صورت میں اُن ممالک کو اس عالمگیر دین کا پیغام بھی پہنچا دیا جس کے لئے آپ ﷺ مبعوث تھے۔

آپ ﷺ نے سفارتی نظام کے لئے ایسے اُصول و قواعد وضع فرمائے اور اُن کے عملی مظاہر پیش کیے جن کی بدولت اس عالمگیر اور آفاقی دین کا پیغام پوری انسانیت تک پہنچانے کا فریضہ ممکن بنا۔ اس نو ارتقائی عمل کے لیے سفارتی ادارے کا فعال اور منظم بنیادوں پر قائم ہونا ضروری تھا۔ جس کو آپ ﷺ نے بطریق احسن سرانجام دیا اور سفراء و رُسل کو وسیع تر مفادات کے لئے بیرونی ممالک بھیجا۔ وہ مفادات، وحی الٰہی سے مستفاد تھے اور دوسری طرف اُن کے لیے قانون وضع فرمایا، جس میں سفارتی خط و کتابت، سفارتی انداز تخاطب، سفارتی اغراض و مقاصد اور سفیر کے حقوق جیسے جزئیات کا ذکر تھا جو ارتقائی مراحل سے گزر کر اپنے تکمیلی مراحل تک پہنچا۔ فقہائے اسلام نے انہی بنیادوں پر بڑی بڑی کتابیں لکھیں جن سے استفادہ کر کے دور حاضر کا بین الاقوامی قانون مرتب ہوا۔ سفارتی روابط کی اس تنظیم نو کے بعد آپ ﷺ

نے مختلف سفراء کو مختلف اغراض کے لئے اطراف عالم میں روانہ فرمایا جن میں مختلف معاہدات کی تشکیل، امن وامان کے قیام اور خیر سگالی کے پیغامات جو بعض اوقات مسلمانوں کے حقوق کے پیش نظر ہوتے، جب کہ ان سفارتی روابط کا ہدفِ اصلی ہمیشہ دین اسلام کی تبلیغ اور اس پیغام کو اقوام عالم تک پہنچانا رہا: شیخ عبدالحیٰ کتانی لکھتے ہیں:

کان من اقام بأرض الحبشة من اصحاب رسول اللهﷺ حتی بعث فیهم رسول اللهﷺ عمرو بن أمیة الضمری فحملهم فی سفینتین فقدم بهم علیه وهو بخیبر بعد الحدیبیة ستة عشر رجلا منهم جعفر بن ابی طالب۔ (۱)

ترجمہ: ''آپ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ کے پاس حضرت عمروؓ بن اُمیہ ضمری کو سفیر بنا کر بھیجا تاکہ ان لوگوں کو واپس لے آئیں جو اُس سرزمین پر مہاجر تھے پس اُن کو دو کشتیوں میں سوار کر کے آپ ﷺ کے پاس حاضر کر دیا۔ اُس وقت آپ ﷺ خیبر میں تھے کہ سولہ آدمی وہاں پہنچے جن میں حضرت جعفرؓ بن ابی طالب بھی تھے''۔

خارجہ تعلقات کے باب میں بعض ممالک میں مقیم مسلمان عورتوں / بیواؤں کی شادیاں جیسے اُمور بھی سفارتی روابط میں شامل ہوتے تھے:

ان المصطفیﷺ بعث عمرو بن أمیة الضمری الی النجاشی و اسمه اصحمة و کتب له کتابین یدعوه فی احدهما الی الاسلام ویتلو علیه القرآن......... والآخر اَنْ یزوجه اُمّ حبیبةؓ'' (۲)

ترجمہ: ''محمد مصطفی ﷺ نے عمرو بن امیہ ضمریؓ کو نجاشی کے پاس بھیجا، جس کا نام اصحمہ تھا اور اس کے نام دو خط لکھے۔ ایک میں اُسے اسلام کی طرف بلایا گیا تھا، جب کہ دوسرے میں اسے کہا گیا تھا کہ اُمّ حبیبہؓ کی شادی آپ ﷺ سے کرائے''۔

العلاقات الخارجیة للدولة الاسلامیة کے مصنف لکھتے ہیں:

و لا یعنی ذلک اَنّ مهمة السفراء فی الدولة الاسلامیة مقصورة علی الدعوة الی الاسلام بل کا نت مهماتهم شاملة لمختلف جوانب العلاقات بین الدولة الاسلامیة و غیرها من الدول الا اَنّ الدعوة الی الاسلام کانت فی مقدمة الاهداف التی یُرسل السفراء من اجلها (۳)

ترجمہ: ''لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسلامی ریاست کے سفراء کا مقصد اسلام کی دعوت کے سوا کچھ نہ تھا بلکہ غیر ممالک کے ساتھ سفارتی مہمات

مختلف مقاصد پر مشتمل تھیں البتہ یہ بات ضرور تھی کہ اسلام کی طرف دعوت اُن تمام مقاصد میں سرفہرست تھی جن کے لئے سفراء کو بھیجا جاتا تھا''۔

ان سلاطین و ملوک کے نام مکتوبات کے نتائج خواہ کچھ بھی رہے ہوں لیکن ان کے اثرات عالمی سیاسی حالات پر بہت گہرے پڑے۔ جیسے عمان، بحرین اور یمن کے اُمراء انہی سفارتوں کے نتیجہ میں اسلامی ریاست کے زیر سایہ آگئے اور یمن ایران کے تسلط سے نکل گیا، کسریٰ انہی سفارتوں کے نتیجہ میں نیست و نابود ہوا۔(۴) یمن اور عمان جیسے علاقے جب اسلامی ریاست کے حلیفانہ اور سفارتی تعلقات کے دائرے میں آگئے تو اسلامی ریاست معاشی اور اقتصادی اعتبار سے ایک مضبوط ریاست بن گئی کیونکہ یہ زرخیز علاقے تھے جن پر دشمن ممالک کی تجارت اور اسلحہ کی خرید و فروخت جیسے معاملات کی بنیاد تھی اور وہ انھی سفارتی تعلقات کے نتیجہ میں منقطع ہو گئے۔

اسلامی ریاست نے نظریاتی مملکت ہونے کی وجہ سے شعبہ سفارت کے قیام اور اس کی کارکردگی پر مکمل توجہ دی اور انتہائی کامیابیاں حاصل کیں۔ اس شعبہ میں افراد کے انتخاب کے سلسلہ میں آپ ﷺ نے سیاسی بصیرت کا مظاہرہ فرمایا اور ایسے مضبوط اور مستحکم افراد تیار کیے جو علمی، نظریاتی اور نفسیاتی طور پر اتنے ماہر تھے کہ بڑے بڑے قبائلی سردار اور ملکی شاہان اُن کی مدلل گفتگو اور جسمانی وجاہت دیکھ کر اسلامی ریاست کے سامنے لاجواب ہو جاتے تھے۔ سِیَر کی کُتب نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ صلح حدیبیہ کے فوراً بعد آپ ﷺ نے مختلف وفود روانہ کئے جن میں سے ہر فرد اس قوم کی زبان جانتا تھا۔(۵)

ابن جریر طبریؒ سن ۶ ھ کے واقعات میں ذکر کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے سفراء باوقار اور پُرکشش ہوتے تھے جیسے حضرت دحیۃ الکلبیؓ وجیہ اور جاذب نظر سفیرِ رسول ﷺ تھے۔ علامہ کتانیؒ لکھتے ہیں کہ حضرت دحیۃؓ الکلبی کی سفارت پر اُس ملک اور شہر کی عورتیں رسول اللہ ﷺ کے سفیر کی خوبصورتی کی خبر پاتے ہی اپنے گھروں سے جھانکنے لگیں۔(۶)

ہجرت مدینہ سے قبل حضرت مصعب بن عمیرؓ کی کامیاب سفارت ہی کے نتیجہ میں اسلامی ریاست کا قیام ممکن ہوا۔ اس شعبہ کی اہمیت کا اندازہ عہد نبوی ﷺ میں اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے ابتداءً بعض صحابہؓ کو مختلف زبانیں سیکھنے کا آئینی حکم دیا تھا جیسے حضرت زید بن ثابتؓ کو ۴ھ میں عبرانی زبان سیکھنے کا حکم دیا اور پندرہ دنوں میں وہ اس فرض سے سبکدوش ہوئے۔(۷)

اس شعبہ کو غیر معمولی اہمیت دینے سے آپ ﷺ کی خارجہ حکمت عملی اتنی کامیاب رہی کہ اقوام عالم اس کے مثبت اثرات قبول کرنے میں تأمل نہ کر سکیں۔ حاسمۃ فی تاریخ الاسلام کے مصنف لکھتے ہیں:

كانت هذه السفارات والكتب النبوية عملا بديعا من الاعمال الدبلوماسية بل كانت اول عمل قام به الاسلام في هذا الميدان و لم يكن النبي ﷺ يتوقع اَنْ يُلَبّيَ اولئک الاقوياء دعوته (۸)

ترجمہ: ''یہ سفارت اور آپ ﷺ کے خطوط ڈپلومیسی کے باب میں ایک نیا عمل تھا، بلکہ یہ پہلا عمل تھا جس کو اسلام نے اس باب میں متعارف کرایا اور یہاں تک کہ آپ ﷺ کو بھی یہ توقع نہ تھی کہ طاقت کے نشے میں یہ بدمست لوگ آپ ﷺ کی دعوت پر یوں لبیک کہہ اٹھیں گے''۔

ریاست مدینہ نے ابتداءً خارجہ تعلقات کے باب میں بیرونی ممالک کے ساتھ سفارتی تبادلوں کی طرف توجہ دی، ایسے لوگوں کا انتخاب فرمایا جو فہم و فراست کے ساتھ اس شعبہ کی ضروریات کو بطریق احسن جانتے تھے جیسے غیر ممالک کی زبانوں کو جاننا، غیر ملکی دستاویزات کو جاننا، اسی طرح ضرورت پڑنے پر ترجمانی کرنا، جس ملک میں سفارت کی خدمات سرانجام دینی ہیں اس ملک کے جغرافیائی حالات سے واقف ہونا(۹) وغیرہ ایسے اُمور تھے کہ آپ ﷺ نے اس کے لیے ایک ایسا طریق وضع فرمایا جس میں اس قسم کے لوگوں کی تربیت ہونے لگی۔ ان میں بعض حضرات نابغہ ءِ روزگار شخصیات تھے جیسے علامہ کتانیؒ لکھتے ہیں:

كان الزبير بن العوام و جهم بن الصلت يكتبان اموال الصدقات و كان مغيرة بن شعبة والحصين بن نمير يكتب المداينات والمعاملات وكان شرحبيل بن حسنه يكتب التوقيعات الى الملوک۔'' (۱۰)

ترجمہ: ''زبیر بن العوام اور جہم بن الصلت صدقات کا مالیاتی حساب لکھتے تھے اور مغیرہ بن شعبہ اور حصین بن نمیر قرض کی لین دین اور دیگر معاملات تحریر کرتے تھے اور شرجیل بن حسنہ مختلف بادشاہوں کو سرکاری خطوط تحریر کرتے تھے''۔

آپ ﷺ صرف ان کو اہم نکات بتاتے اور دربار نبوت کے یہ سفارتی نمائندے مزاج نبوت کے عین مطابق ملوک و رؤساء کو خطوط ارسال کرتے تھے اور آپ ﷺ اس کی تصویب فرماتے(۱۱)۔

چنانچہ ان سفارتی روابط کے نتیجے میں اطراف عالم کے بادشاہوں کی ذہنی اور نفسیاتی سطح کا اندازہ بآسانی ہونے لگا، جس کی روشنی میں ان ممالک کے ساتھ اسلامی ریاست کے لیے مستقبل میں اپنی خارجہ حکمت عملی اور تعلقات کی

نوعیت کو متعین کرنا آسان ہو گیا جس کے تاریخی نتائج سامنے آئے۔

رسول اکرم ﷺ کے سفارتی روابط خارجہ حکمت عملی کے تناظر میں

شعبہ سفارت اور اس کے روابط کا عہد نبوی ﷺ کے تناظر میں تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی طرح سامنے آتی ہے کہ آپ ﷺ کی سفارتی سرگرمیاں ابتداءً :: {قُل یاایھا الناس إنی رسول اللہ الیکم جمیعاً } (۱۲) کے مصداق تھیں جس کے نتیجہ میں آپ ﷺ نے تمام تر سیاسی، اقتصادی اور معاشی کامیابیوں کے ساتھ مقصد بعثت کو بطریق احسن حاصل کیا۔

سفارتی روابط بین الاقوامی تناظر میں

عہد نبوی ﷺ کے سفارتی روابط کو بین الاقوامی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات واضح نظر آتی ہے کہ بحیثیت سربراہ ریاست حیات طیبہ کے آخری دس سالوں میں آپ ﷺ کی سیاسی اور سفارتی پالیسیوں میں تنوع کی حکمت عملی کار فرما تھی۔ عرب کے اندر خود رسول اللہ ﷺ نے دوستانہ رویہ رکھنے والے نجران کے عیسائی قبائل کے ساتھ جزیہ کا معاہدہ فرمایا۔ مدینہ کے یہودی قبائل کے ساتھ امن و تعاون کا معاہدہ طے کیا۔ دوسری طرف آپ ﷺ ہی نے ان یہودیوں کے بعض قبائل کے خلاف موت اور زندگی کی جنگ لڑی جو مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے کوشاں تھے۔ یہ معرکے حالات کی مجبوریوں اور تدبیری ضروریات کے تحت ہوئے تھے۔ ان واقعات سے اسلامی آئیڈیالوجی اور آپؐ کی حقیقت پسندانہ پالیسیوں کی مزید وضاحت ہوتی ہے جو آپ ﷺ نے ایک خاص سیاسی فضا اور ماحول میں اسلامی مشن کی حفاظت اور کامیابی کو یقینی بنانے کے لئے اختیار کی تھیں۔ (۱۳)

اسلامی ریاست نے اپنی خارجہ حکمت عملی میں جن معاہدات کے ذریعے بیرونی ریاستوں سے اپنے تعلقات قائم کیے، یہ آپ ﷺ کی سیاسی بصیرت تھی۔ آپ ﷺ خارجہ تعلقات کے باب میں ایک مضبوط ریاست کے خدوخال سے بخوبی آگاہ تھے اور مختلف ملکوں کے جغرافیائی اور سیاسی اہمیت اور تجارتی شاہراہوں کے ہر پیچ و خم سے واقف تھے۔ اس طرح آپ ﷺ کو شام اور عراق کے راستوں سے قریش کی معیشت اور اُن کی سالانہ آمدنی کا اندازہ تھا (۱۴)۔

ایک کامیاب حکمران اور ماہر اُمور کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ ارد گرد کے علاقوں اور ملکوں کی سیاسی اور معاشی حالات سے واقفیت رکھے۔ بحیثیت حکمران آپ ﷺ نے ایسی خارجہ حکمت عملی تشکیل دی جو انتہائی کامیاب رہی اور اسلامی ریاست کے گرد و نواح کے قبائل کو اسلامی ریاست کے ساتھ بڑی آسانی کے ساتھ ملا دیا۔ آپ ﷺ کی خارجہ حکمت عملی کے تحت قلیل عرصہ میں کیے جانے والے روابط، چاہے وہ میثاق مدینہ ہو، حدیبیہ یا دوسرے روابط، حضور ﷺ کے سفارتی روابط کے شاہکار نمونے ہیں۔ آپ ﷺ نے اسلامی ریاست کے پڑوس میں چھوٹی، بڑی ریاستوں اور قبائل سے مشترکہ دفاعی معاہدات کر کے دفاعی اخراجات کو کم کر دیا اور اس اندرونی استحکام کے نتیجہ میں اپنے مشن کے حصول کو یقینی اور ابتداءً مدینہ کے دفاع کو مستحکم بنا دیا۔ اسلامی ریاست کے ساتھ دعوتی اور سفارتی وفود کا ذکر کرتے ہوئے بعض مؤرخین اسلامی ریاست میں آنے والے وفود کی تعداد ۷۰ تک ذکر کرتے ہیں (۱۵) یہاں تک کہ ۹ھ کو عام الوفود قرار دیا ہے (۱۶) جو محض آپ ﷺ کے سفارتی روابط ہی کے بدولت ممکن ہوا کہ بیرونی دنیا نے اسلامی ریاست کی خود مختاری اور آزادی کو تسلیم کر کے خود اسلامی ریاست سے تعلقات قائم کرنے چاہے۔ انہی سفارتی روابط کے نتیجے میں بین الاقوامی سطح پر بہت جلد پوری دنیا نے تسلیم کیا کہ مسلمان ایک علیحدہ قوم و قوت ہیں اور حکومتی حیثیت کے

مالک ہیں مزید یہ کہ حضور ﷺ اس کے سربراہ ہیں۔ یہ صلح حدیبیہ کا سب سے پہلا اور بڑا سیاسی فائدہ تھا۔(۱۷)

رسول اکرم ﷺ کے سفارتی روابط سیاسی تناظر میں

بیعت عقبہ اولیٰ وثانیہ اور حضرت مصعب بن عمیرؓ کی سفارتی کوششوں نے مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کو ممکن بنایا تو دوسری طرف کامیاب سفارت کی وجہ سے ملک حبشہ میں مسلمان پناہ گزینوں کو قانونی تحفظ بھی دلایا۔(۱۸) دین اسلام کی آفاقیت اور عالمگیریت کو آپ ﷺ نے سفارتی روابط کے ذریعے اُجاگر فرمایا اور اس وقت کی دوسری بڑی طاقت روم کو باوجود اس کی طاقت واحتشام کے سیاسی میدان میں ایسی مات دی کہ ۹ھ میں تبوک کے مقام پر قیصر روم کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ مسلمان فوج کے مقابلہ کے لیے نکل سکے۔

غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کی کامیابی اُس کامیاب سفارت کا نتیجہ تھی جو آپ ﷺ نے حضرت دحیہؓ الکلبی کے ذریعے فرمائی تھی کہ عرب کی شمالی سرحدات پر واقع تمام قبائل بھی اسلامی سیادت کے سایہ میں آگئے۔ مملکت مصر اگرچہ اس وقت خود مختار نہیں تھی لیکن آپ ﷺ کے سفارتی نمائندے حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے جب آپ ﷺ کا پیغام مقوقس کو جاکر سنایا تو رومی سلطنت کے زیر اثر ہونے کے باوجود وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا، اگرچہ آزادی اور خود مختاری کے ساتھ کسی دوطرفہ معاملہ کا قیام عمل میں نہ لایا جاسکا لیکن پھر بھی وہ امن اور خیر سگالی کے الفاظ کا اظہار کیے بغیر نہیں رہ سکا جو اس کے الفاظ سے واضح ہے اور نفسیاتی طور پر بادشاہ مصر اسلامی ریاست کے ساتھ سفارتی تعلقات کا خواہشمند نظر آیا اس نے اسلامی ریاست کے سفیر کو اپنی بات مکمل کرنے پر بے ساختہ کہا :

احسنت انت حکیم جئت من عند حکیم۔" (۱۹)

ترجمہ: " بہت خوب! آپ تو حکیم ہیں، اور کسی حکیم ہی کے پاس سے آئے ہیں۔"

شاہ مصر نے خیر سگالی کے پیغامات کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں تحائف بھی روانہ کیے۔(۲۰) عمان حضرت عمرو بن العاصؓ کی کامیاب سفارت کے نتیجہ میں اسلامی ریاست کی سیادت میں شامل ہوا۔ اسلامی ریاست کے سفیر حضرت عمروؓ بن العاص، جو خود بھی ایک عرب سردار کے بیٹے تھے، گفتگو اور انداز تخاطب میں مخاطب کی نفسیات پر حاوی رہنے میں نابغہ روزگار تھے، جب شاہان عمان کے پاس پہنچے اور سفارتی مذاکرات شروع ہوئے، مختلف بین الاقوامی اُمور پر حضرت عمرو بن العاصؓ نے مدلّل اور شافی جوابات دیئے۔

بالآخر دونوں حکمران اسلامی ریاست کی سیادت کو تسلیم کرکے اپنے ایمان کا اعلان یہ کہہ کر کر دیا:

اَتَانِیْ عَمْرو بِالَّتِیْ لَیْسَ بَعْدَھَا مِنَ الْحَقِّ شَیء وَالنَّصِیْحُ نَصِیْح
فَیَا عَمْرو قَدْ اَسْلَمْتُ لِلّٰہِ جَھْرَۃً یُنَادٰی بِھَا فِیْ آلِ وَادِیَیْنِ فَصِیْح" (۲۱)

ترجمہ: "عمرو میرے پاس ایسی دعوت لے کر آئے جس سے بڑھ کر کوئی حق نہیں آسکتا اور خیر خواہ تو خیر خواہ ہی ہوتا ہے۔ پس اے عمرو! میں نے اللہ کی رضا کے لئے کھل کر اسلام قبول کر دیا۔ جس کا اعلان دونوں وادیوں کے باشندوں میں واضح طور پر کیا جائے گا"۔

دمشق بھی چونکہ روم کے زیر اثر تھا تو ابتداءً حاکم دمشق حارث بن ابی شمر غسانی نے آپ ﷺ کے سفارتی نمائندے حضرت شجاع ابن وہب اسدیؓ کے سامنے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا لیکن جیسے ہی اسے یہ معلوم ہوا کہ جس کی شہ پر وہ ہٹ دھرمی دکھا رہا ہے وہ خود اسلامی ریاست سے سفارتی تعلقات برائے خیر سگالی قائم کر چکا ہے، تو اُس نے بھی آپ ﷺ کے سفیر کو سو مثقال سونا تحفہ کے طور پر دے کر واپس کیا۔(۲۲)

عہد نبوی ﷺ میں سفارتی روابط سے حکمرانوں کے رد عمل، ان کے مقاصد اور سیاسی نقطہ نظر کا اندازہ ہوا جس کے ساتھ مستقبل میں تعلقات کی نوعیت متعین کرنا آسان ہو گیا اور آپ ﷺ کے سفارتی تسلسل کا نتیجہ تھا کہ اکثر حکمران آپ ﷺ کے سفارتی عزم اور پختگی دیکھ کر سوچنے پر مجبور ہوئے۔ بعض نے تو اسلامی ریاست کے سفراء کو ٹھکرا دیا لیکن بہت سوں نے اُن سفراء کا اعزاز واکرام کیا اور اسلامی ریاست کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کئے اور جن ممالک نے سفارتی تعلقات کے قیام میں کسی بھی قسم کی لیت ولعل سے کام لیا تو مستقبل قریب میں اُن کو اپنی اس سیاسی غلطی کا احساس بہت جلد ہو گیا جیسے کسریٰ اور یمن کے ممالک اس کی زندہ مثالیں ہیں۔ ایران بہت جلد اندرونی اور محلاتی سازشوں کا شکار ہو گیا اور دور فاروقی میں اسلامی ریاست کی سیادت کے زیر سایہ آگیا۔ اسی طرح جن ممالک نے بین الاقوامی قوانین کو پامال کر کے اسلامی ریاست کے سفیر سے بدتمیزی کی یا اُن کو قتل کیا جیسے حاکم بصریٰ جو مذہباً عیسائی تھا اور اس نے حضرت حارث بن عمیرؓ کو قتل کیا۔(۲۳) اس جسارت اور بین الاقوامی جرم پر آپ ﷺ نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اُس کی سرکوبی کے لیے تین ہزار کا لشکر بھیجا جو سیر کی کتابوں میں جنگ موتہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جنگ موتہ کے باقی سیاسی فوائد کچھ بھی ہوں لیکن اجتماعی طور پر اس کا عرب کی نفسیات پر کافی گہرا اثر پڑا اور اسلامی ریاست بین الاقوامی سطح پر عالمی

طاقت کے طور پر پہچانی گئی کہ اسلامی ریاست اپنے مقصد کے حصول، اپنی آزادی اور خود مختاری کو برقرار رکھنے کے لیے کسی بھی مقابلہ سے دریغ نہیں کرے گی چاہے اس کو بڑی سے بڑی قیمت کیوں نہ چکانی پڑے۔

یہ سفارتی رابطے اتنی تیزی کے ساتھ کیے گئے کہ ایک ہی دن میں اسلامی ریاست کے چھ چھ وفود اطراف عالم کے مختلف ممالک کی طرف روانہ کیے گئے جس نے اطراف عالم کے بادشاہوں کے ذہنوں پر اسلامی ریاست کا تفوّق قائم کیا۔ آپ ﷺ کے ان سفراء میں سے ہر ایک آپؐ کی سفارت کا شاہکار، سفارتی آداب سے آراستہ ہونے کے ساتھ اس قوم کی زبان اور اس ملک کے جغرافیہ سے بھی واقف ہوتا تھا۔ ذیل کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ولما تمّ الصلح وهدأت الأحوال وجدت الدعوة الاسلامية منقسماً و مجالا للتقدم فكتب رسول الله ﷺ الى ملوك العالم وأمراء العرب يدعوهم فيها الى الاسلام والى سبيل ربه بالحكمة والموعظة الحسنة، واهتمّ اهتماماً كبيرًا فاختار لكل واحد منهم رسولا يليق به و يعرف لغته و بلاده." (۲۴)

ترجمہ: "اور جب صلح حدیبیہ ہوگئی اور حالات پر سکون ہو گئے تو دعوت اسلامی کو مختلف میدانوں میں پھیلانے کا بندوبست کیا جانے لگا آپ ﷺ نے بادشاہوں کے نام خطوط ارسال فرمائے اور اُن کو حکمت اور موعظت کے ساتھ اسلام کی طرف بلایا اور اس کام کو اتنی اہمیت دی کہ ہر ملک کے لیے اُس سفیر کا انتخاب فرمایا جو اُس ملک کے لیے مناسب تھا اور ساتھ ساتھ سفیر رسول ﷺ کو اُس ملک کی زبان اور ملکی (جغرافیہ) پر عبور حاصل ہوتا تھا جس کی طرف اُس کو بھیجا جاتا"۔

آپ ﷺ کے سفارتی روابط اقتصادی اور معاشی تناظر میں

معاشی تناظر میں آپ ﷺ کے سفارتی روابط نہایت کامیاب رہے اور اسلامی ریاست قلیل عرصے میں معاشی طور پر ایک مستحکم ریاست بنی۔ انہی سفارتی روابط کے نتیجہ میں شام کی تجارتی شاہراہ پر واقع قبائل آپ ﷺ کے کامیاب سفارتی روابط کے نتیجے میں اسلامی ریاست کے حلیف بنے، بحرین کی سالانہ آمدنی تقریباً اسّی ہزار درہم تھی جب کہ خیبر سے اسلامی ریاست کو سالانہ بیس ہزار وسق کھجوریں اور گندم آتی تھی۔ (۲۵)

یمن کی تجارت پر پورے عرب کا انحصار تھا، وہ بھی اسلامی ریاست کے زیر سیادت آگیا جہاں سے ہر سال دو ہزار پارچہ جات اسلامی ریاست کو ملتے جن میں ہر پارچہ کی مالیت ایک اُونس کے برابر ہوتی۔ (۲۶) جس کی وجہ سے بعد کے ادوار تک اسلامی ریاست اقتصادی طور پر ایک مستحکم ریاست تھی۔ صرف عراق کی سالانہ آمدنی دور فاروقی میں بارہ کروڑ تک جا پہنچی تھی۔ ڈاکٹر حمید اللہ (مرحوم) لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت اسلامی ریاست دس لاکھ مربع میل پر محیط تھی جو آپ ﷺ کی صرف دس سال کی حکمت عملی کا ثمر تھا اور اسی طرح اسلامی ریاست کی آمدنی میں بھی روزمرہ کی بنیادوں پر کمی بیشی آتی رہی۔ (۲۷)

خلاصہ:

مندرجہ بالا مباحث سے یہ بات واضح ہے کہ آپ ﷺ کے سفارتی روابط سے ایک طرف ایسے سفارتی نظام کا قیام عمل میں آیا جو محض وحی الٰہی کی روشنی میں تیار ہوا اور دوسری طرف اس کے زمینی ثمرات چشم فلک نے عالمی سطح پر یوں دیکھے کہ قیام مدینہ کے ابتدائی پانچ سالوں میں مدینہ کی اسلامی ریاست کو اندرونی اور بیرونی طور پر اتنا استحکام حاصل ہوا کہ بقول صاحب نقوش: اب ریاست مدینہ کا کوئی اندرونی و بیرونی دشمن اس پر بے باکانہ حملہ کی جرأت نہیں کر سکتا تھا (۲۸)۔ گویا عالمی سیاسی اُفق پر آپ ﷺ کے سفارتی روابط کے فوائد سامنے آئے جس کے لئے زمین وحی الٰہی کی روشنی میں مکہ ہی سے تیار ہوتی رہی۔ پڑوس ممالک کے بادشاہوں کو اسلام کی دعوت پہنچی۔ دین اسلام کی عالمگیر تبلیغ اور دعوت واشاعت کے دروازے کھل گئے، خارجی تصادم اور جارحیت کے امکانات کم ہو گئے اور قلیل عرصے میں ایک خود مختار اسلامی ریاست نے جزیرۃ العرب کی حدود سے نکل کر عالمی حیثیت اختیار کرلی۔

حواشی وتعلیقات

(۱) الکتانی، الشیخ عبد الحی ،نظام الحکومۃ النبویۃ المسمیٰ بالتراتیب الاداریۃ، بیروت، دار الکتاب العربی، ج۱، ص۱۹۷

(۲) ایضاً

(۳) الھیری، سعید عبد اللہ حارب، العلاقات الخارجیۃ للدولۃ الاسلامیۃ، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۹۹۵ء، ص۲۹۱

(۴) الکتانی ، الشیخ عبد الحی، نظام الحکومۃ النبویۃ المسمیٰ بالتراتیب الاداریۃ، بیروت، دار الکتاب العربی، ج۱، ص۱۹۰

(۵) الندوی، ابو الحسن علی، السیرۃ النبویۃ، کراچی، ادارۃ الانور، ۲۰۰۴ء، ص۲۸۵

(۶) الکتانی، الشیخ عبد الحی، نظام الحکومۃ النبویۃ المسمیٰ بالتراتیب الاداریۃ، بیروت، دار الکتاب العربی، ج۱، ص۱۹۰

(۷) نعمانی، علامہ شبلی، سیرۃ النبی، پی اے ایف بک کلب، ۱۹۹۰ء، ج۱، ص۳۹۴

(۸) عنان، محمد عبد اللہ، مواقف حاسمۃ فی تاریخ الاسلام، قاہرہ، موسسۃ الخانجی، ۱۹۶۲ء، ص۲۰۸

(۹) الندوی، ابو الحسن علی، السیرۃ النبویۃ، کراچی، ادارۃ الانور، ۲۰۰۴ء، ص۲۸۵

(۱۰) الکتانی ، الشیخ عبد الحی، نظام الحکومۃ النبویۃ المسمیٰ بالتراتیب الاداریۃ، بیروت، دار الکتاب العربی، ج۲، ص۱۲۴

(۱۱) الحمیری، عبد الملک بن ہشام بن ایوب، السیرۃ النبویۃ، قاہرہ، مکتبۃ الکلیات، ۱۹۷۱ء، ج۱، ص۴۳، ۴۴

(۱۲) القرآن، الاعراف ۷/۱۵۸

(۱۳) ابو سلیمان عبد الحمید، اسلام اور بین الاقوامی تعلقات منظر اور پس منظر، دہلی کلاسیکل پرنٹرس، ۱۹۹۹ء ، ص ۲۲۵

(۱۴) الطبری ابو جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری ، بیروت دار الکتب العلمیہ، ۲۰۰۸ء، ج۱، ص۱۵۰

(۱۵) الحمیری، عبد الملک بن ہشام بن ایوب، السیرۃ النبویۃ، قاہرہ، مکتبۃ الکلیات، ۱۹۷۱ء، ج۲، ص ۷۵

(۱۶) نعمانی، علامہ شبلی، سیرۃ النبی، پی اے ایف بک کلب، ۱۹۹۰ء، ج۲، ص۲۶

(۱۷) شیخ اسد سلیم، رسول اللہ کی خارجہ پالیسی، لاہور، سنگ میل پبلیکیشنز، ۱۹۹۲ء، ص۱۱۰

(۱۸) ابن سید الناس، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، قاہرہ، مکتبۃ القدس ۱۳۵۶ھ، ج۲، ص۲۶۴

(۱۹) الحلبی علی بن برہان الدین، السیرۃ الحلبیۃ، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۹۸۰ء، ج۳، ص۲۹۶

(۲۰) السہیلی، ابو القاسم، عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد، روض الانف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ، مکتبۃ الازہریۃ، ج۲ص۳۵۵

(۲۱) الحلبی علی بن برہان الدین، السیرۃ الحلبیۃ، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۹۸۰ء، ج۳ص۳۰۳

(۲۲) ابن سید الناس، عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، قاہرہ، مکتبۃ القدس، ۱۳۵۶ھ، ج۲ص۲۷۰

(۲۳) ابن سعد، محمد، الطبقات الکبری، بیروت، دار صادر بیروت، ج۱، ص۲۵۹

(۲۴) الندوی، ابو الحسن علی، السیرۃ النبویۃ، کراچی، ادارۃ الانور، ۲۰۰۴ء، ص۲۸۵

(۲۵) محمد حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اللہ کی حکمرانی و جانشینی، لاہور بیکن ہاوس، ۲۰۰۶ء، ص۱۴۴

(۲۶) ایضاً

(۲۷) ایضاً

(۲۸) محمد طفیل، نقوش رسول نمبر، لاہور، فروغ اردو ، ۱۹۸۳ء ج۵، ص۱۷۴